بَیتُ المقدس کو یہودی شہر بنایا جا رہا ہے!

(بقلم روحی الخطیب سابق میئر آف بیت المقدس)

[بیت المقدس کو خالصتہً یہودی شہر بنانے کے لیے اسرائیل نے جو منصوبے شروع کر رکھے ہیں وہ اب مخفی نہیں رہے ہیں۔ اخبارات میں روزانہ ان منصوبوں پر عملدرآمد کی خبریں آ رہی ہیں اور انہیں رکوانے کے لیے ہر جگہ سے اپیلیں کی جا رہی ہیں۔ خود اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل یوتھانٹ بھی اسرائیل کی ان کارروائیوں کی مذمت کر چکے ہیں اور انہیں اقوام متحدہ کی قراردادوں کے منافی قرار دے چکے ہیں۔ ذیل میں ہم بیت المقدس کے میئر جناب روحی الخطیب کی ایک رپورٹ کا خلاصہ نقل کر رہے ہیں جس میں موصوف نے اُس صہیونی منصوبے کے تمام پہلو منکشف کر دیئے ہیں جس کے تحت بیت المقدس کے اندر تمام اسلامی اور مسیحی آثار کو محو کیا جا رہا ہے۔ اس رپورٹ کے ذریعہ سے روحی الخطیب صاحب نے دنیا کے مسلمانوں کو اپنے قبلۂ اول اور حرم ثالث کے تاریک مستقبل کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فھل من مجیب؟

——— خ ح]

اسرائیلی حکومت کی نگرانی میں بیت المقدس میں حرم ابراہیمی کے اردگرد جو کھدائیاں ہو رہی ہیں یہ عالمی یہودیت اور صہیونی تحریک کے تخریبی منصوبوں کی ایک کڑی ہیں۔ اس کڑی کے نفاذ کے ساتھ ساتھ دوسری کڑیاں بھی نافذ کی جا رہی ہیں جن کی رُو سے بیت المقدس کی زمینوں پر قبضہ کیا جا رہا ہے، وہاں دہشت گردی پھیلائی جا رہی ہے، آبادی کے اندر اکھاڑ پچھاڑ کی جا رہی ہے، مسلمانوں کے مقدس مقامات اور مدرسوں اور جائدادوں کو زمین بوس کیا جا رہا ہے اور مسلمان آبادی پر ہجرت کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ حرم ابراہیمی

کو یہودی حکام کی تحویل میں دے دیا گیا ہے اور آثری کھدائیوں کے عنوان سے مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کو منہدم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ان دونوں تاریخی مسجدوں کے اردگرد جو اسلامی آثار واقع ہیں انہیں توڑا پھوڑا جا رہا ہے اور ان کی جگہ عالمی یہودیت کا نیا ہیکل تعمیر کرنے کی اسکیم نافذ کی جا رہی ہے۔

یہودیوں کے ماہرین آثار اور مذہبی رہنماؤں نے حرم ابراہیمی کے اردگرد ان کھدائیوں کے یہ مقاصد بیان کیے ہیں:

۱۔ حرم شریف کی جنوبی اور مغربی دیواروں کو کھودنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس طرح سے دیوارِ گریہ کو منکشف کرسکیں جو ان کے نزدیک بڑی مقدس ہے اور مذہبی اہمیت کی حامل ہے۔

۲۔ کھدائیوں کے علاقہ میں جو مدرسے، مسجدیں، بازار اور رہائشی مکانات واقع ہیں خواہ وہ دیوارِ گریہ سے ملحق ہوں یا فاصلے پر، انہیں مسمار کر دیا جائے۔

۳۔ اس کے بعد وہ پورے حرم شریف کو لپیٹ میں لے لینا چاہتے ہیں اور اس "عظیم ہیکل" کی دوبارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں جس کا خواب وہ دو ہزار سال سے دیکھ رہے ہیں۔

ان کھدائیوں کے پسِ پردہ صیہونیت اور اسرائیل کے جو مقاصد پنہاں ہیں انہیں خود اسرائیل کے اخبار "یدیعوت" نے ۲۸ جنوری ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں اسرائیل کے وزیر مذاہب زیرح فارہفیگ کی زبان سے واضح کر دیا ہے۔ یہ وزیر لکھتا ہے:

"اسرائیل کی وزارتِ مذاہب زیرِ تجربہ کھدائیوں کے ذریعہ کوشش کر رہی ہے کہ دیوارِ گریہ کو پوری طرح عریاں کر دیا جائے۔ اور اس "قیمتی جوہر" کی سابقہ شان و شوکت بحال کی جائے۔ یہ کھدائیاں نہایت مقدس اور تاریخی کام ہے۔ اور تمام رکاوٹوں کے باوجود دیوارِ گریہ کو منکشف کیا جائے گا اور اس سے ملحق عمارتوں کو مسمار کر دیا جائے گا۔"

یہ کھدائیاں جون ۱۹۶۷ء کے بعد سے شروع ہو گئی تھیں اور اب تک برابر جاری ہیں۔ ان کھدائیوں نے حرم شریف کے جنوب اور مغرب میں حرم کی دیواروں سے متصل تمام چیزوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ مسجد اقصیٰ کی جنوبی دیوار کے نیچے سے ان کھدائیوں کا آغاز کیا گیا تھا اور حرم شریف کے جنوبی زاویہ

تک دیوار کے ساتھ ساتھ انہیں پھیلا دیا گیا۔ اس کے بعد دیوار کے ساتھ ساتھ شمال کی جانب اُن کا رُخ کر دیا گیا اور حرم شریف کے باب المغاربہ تک انہیں پھیلا دیا گیا۔ مغربی دیوار میں بھی جگہ جگہ کھدائیاں کی گئی ہیں۔ شرعی عدالت کی قدیم عمارت کے نیچے بھی کھدائیاں جاری ہیں جو باب السلسلہ کے نیچے سے شمالی جانب کی طرف بڑھائی جا رہی ہیں۔ یہ کھدائیاں وقف عمارتوں کے نیچے سے گزرتی ہیں اور حرم شریف کے پانچ دروازوں (باب السلسلہ، باب المطہرہ، باب القطانین، باب الحدید اور باب علاء الدین البصیری) کو لپیٹ میں لے رہی ہیں۔

اسرائیلی علمائے آثار نے مجوزہ کھدائیوں کا طول ۴۸۵ میٹر بیان کیا ہے۔ اور اب تک ان میں سے ۲۳۰ میٹر کی کھدائیاں عمل میں آچکی ہیں ملاحظہ ہو اسرائیلی اخبار "معاریف" شمارہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۰ء۔ اسی اخبار کا یہ بیان ہے کہ اسرائیل کی وزارتِ مذاہب کے ملازمین عربوں کے رہائشی مکانات کے نیچے بھی کھدائیاں کر رہے ہیں۔ اور کھدائی کرنے والوں نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ ان کھدائیوں سے مکانات میں شگاف پڑ جانے کا امکان ہے۔ یہ کھدائیاں آج تک تین مراحل سے گزری ہیں۔

پہلے مرحلے میں صرف اسلامی اوقاف کے اس سفید قطعہ پر کھدائی کی گئی جس پر کوئی مکان نہیں تھا۔ یہ قطعہ مسجد اقصیٰ کی جنوبی سمت، اسلامی میوزیم کی عمارت کی دیوار اور فخری منارہ سے لے کر حرم شریف کے جنوب مغربی زاویہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس جگہ کھدائی کی گہرائی دس میٹر بتائی گئی ہے۔ امریکہ کے اثری عالم پروفیسر کیمپ نے بیت المقدس میں امریکی نمائندے کو ایک عرضداشت ۱۱ اپریل ۱۹۶۸ء کو پیش کی جس میں اُس نے بتایا کہ اس مرحلہ میں جو کھدائیاں کی گئی ہیں انہیں معمولی مزدوروں نے سرانجام دیا ہے جن کی تعداد ۲۵ ہے۔ اور ان کے ساتھ عبرانی یونیورسٹی کے طلبہ اور رضا کار کام کرتے رہے ہیں۔ اور مزید برآں یہ کہ نگرانی کرنے والے بھی نااہل ہیں۔ عبرانی یونیورسٹی کے شعبۂ آثار کے مدیر نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ان کھدائیوں کا نگران زیر زمین کھدائیوں کا قطعاً تجربہ نہیں رکھتا۔ اس کی یہ کوشش نہایت قیمتی آثار کو برباد کر کے رکھ دے گی (امریکی پروفیسر کا اشارہ مسجد اقصیٰ، اسلامی میوزیم اور فخری منارہ کی عمارتوں کی طرف ہے)۔ دوسرے مرحلہ میں یہ کھدائیاں زاویۂ فخریہ اور حرم شریف کے باب المغاربہ کے درمیان واقع قطعہ

املاک کے نیچے جاری کی گئیں۔

بیت المقدس پر جب اسرائیل نے قبضہ کیا تو اس وقت دیوار گریہ کا صرف ۵۰ میٹر حصّہ ننگا تھا۔ اس حصّہ کو یہودی دیوار گریہ کہتے ہیں اور مسلمانوں میں یہ "دیوار بُراق شریف" کے نام سے مشہور ہے (متعدد روایات کے مطابق اس جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے سفر معراج کے موقع پر اپنا بُراق باندھا تھا)۔ بُراق شریف دراصل حرم شریف کی ہی ایک دیوار ہے۔ اور یہ اسلامی وقف میں شامل ہے۔ بین الاقوامی برطانوی کمیشن نے دسمبر ۱۹۳۰ء میں اپنی رپورٹ میں اس دیوار کے اسلامی وقف میں شامل ہونے کی تصدیق کی تھی۔ اس کے بعد یہودیوں کو اس دیوار پر کوئی حقِ ملکیت نہ تھا۔ البتہ مسلمانوں نے رواداری کے طور پر یہودیوں کو یہاں آکر رونے دھونے کی اجازت دے رکھی تھی۔ اور اُس وقت سے یہودیوں نے اس کا نام "دیوار گریہ" رکھ دیا۔

۱۴ جون ۱۹۶۹ء کو یہ کھدائیاں بہت گہری کر دی گئیں جس کی وجہ سے ان کے اوپر واقع مکانات (یعنی زاویہ فخریہ، ایک مسجد اور ۱۴ وقف مکانات جن میں قدیم مقدسی خاندان رہتے تھے) کے اندر شگاف پڑ گئے۔ اسرائیلی حکّام نے یہ صورتِ حال دیکھ کر ان مکانات کو فوری طور پر خالی کر دینے کے احکام جاری کر دیئے اور ان مکانات کو منہدم کر دیا۔ اور یوں اسلامی تاریخ اور اسلامی تہذیب و تمدّن کے آثار آنکھوں دیکھتے ملیامیٹ ہو گئے۔ اردن کے وزیر اعظم کے ایک میمورنڈم کے مطابق جو لیوان او کو بھیجا گیا تھا دیوارِ گریہ کے اتنے حصّے کے انکشاف کے لیے ۱۳۵ مکانات منہدم کیے گئے۔ ۶۵۰ افراد کو گھروں سے بیدخل کیا گیا۔ ملحقہ آبادیوں کی ۵۹۵ جائدادوں کو ضبط کیا گیا۔ ان ضبط شدہ جائدادوں کے باشندوں کو بھی نکالنے کے لیے طرح طرح کی زیادتیاں کی گئیں اور آخر کار ۹۳ مزید خاندانوں کو گھروں سے نکال دیا گیا اور اُن کے گھر منہدم کر دیئے گئے۔ اس صورتِ حال نے عرب باشندوں کے اندر شدید خلفشار اور قلق پیدا کر دیا۔

تیسرے مرحلے پر اسرائیلی حکام نے دیوارِ گریہ کا بقیہ حصّہ ننگا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کا آغاز اس خبر سے ہوا جو ۱۵ جولائی ۱۹۶۹ء کو ہیرلڈ ٹریبیون میں نشر کی گئی۔ خبر کا عنوان تھا "دیوار گریہ کو منکشف کر دیا جانا چاہیے"۔ اس میں ٹریبیون نے لکھا تھا کہ بیت المقدس میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ دیوار گریہ ۳۰۰ گز

سال کے بعد پہلی مرتبہ مکمل طور پر منکشف کی جا رہی ہے۔ یہ دیوار ہیکل سلیمانی کی مغربی دیوار کا باقیماندہ حصہ ہے۔ یہ ہیکل شاہنشاہ ہیروڈوس کے عہد میں تعمیر کیا گیا تھا اور ۷۰ء میں رومی فوجوں نے اسے مسمار کر دیا اور اب دوبارہ اس کی بنیادیں تلاش کی جا رہی ہیں۔" چنانچہ اس نئے منصوبے کو نافذ کرنے کے لیے ۶ نئے اسلامی اور عربی محلوں کو لپیٹ میں لیا جا رہا ہے۔ ان محلوں میں تقریباً ۲ سو عرب جائدادیں اور اسلامی آثار نشانہ بنیں گے۔ اور ۳ ہزار افراد کو مزید گھروں سے بے گھر کرنا ہو گا۔ ان جائدادوں کے نمایاں حصے یہ ہیں:

۱۔ وہ تاریخی مسجد جس میں شریف مکہ حسین بن علی کی قبر ہے اور محلہ باب الحدید میں واقع ہے۔

۲۔ ایک اور تاریخی مسجد جس میں مولانا محمد علی جوہر کی قبر ہے۔ یہ مسجد باب القطانین اور باب الحدید کے درمیان واقع ہے۔

۳۔ حرم شریف کے اردگرد متعدد اسلامی اور تاریخی درسگاہیں جو مسلمان حکمران وقتاً فوقتاً قائم کرتے رہے ہیں۔

۴۔ دو تاریخی حمام جو فنِ تعمیر اور عربی روایات کا نادر نمونہ ہیں۔

۵۔ القطانین بازار۔

۶۔ قاتیبای کا زاویہ۔ اس زاویہ میں ایک مسجد اور کئی تاریخی مکانات واقع ہیں۔

۷۔ شرعی عدالت کی قدیم عمارت۔ تاریخی طور پر یہ عمارت مدرسۂ تنکیزیہ کے نام سے معروف ہے۔ اور اب اس میں بیت المقدس کا شریعت کالج واقع ہے۔

یہ تمام آثار اور مقامات بیت المقدس کی عربی اور اسلامی حیثیت کی ٹھوس علامتیں ہیں۔ اور اسلامی تاریخ و تہذیب کے زندہ نمونے ہیں۔ ان کو ختم کر دینے کا مطلب یہ ہو گا کہ بیت المقدس کی اسلامی حیثیت کو ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے یہ صورتِ حال دیکھ کر حکومتِ اردن اور دوسری تمام عرب اور مسلمان حکومتوں کو ایک عرضداشت کے ذریعہ اس سے مطلع کر دیا تھا۔ چنانچہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو یونیسکو کی طرف سے ان کھدائیوں پر اسرائیل کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا۔ مگر اسرائیل نے اس احتجاج کی پروا نہیں کی۔ اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو اسرائیلی اخبار "معاریف" میں یہ خبر شائع ہوئی کہ کھدائیوں کا کام برابر جاری

ہے۔ اور اسرائیلی علمائے آثار اب تک ۴۸۵ میٹر میں سے ۲۳۰ میٹر کی کھدائی کر چکے ہیں۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۰ کو ان کھدائیوں میں دیوار گریہ کا سب سے بڑا پتھر دریافت ہوا جس کی لمبائی ۱۱ میٹر اور ۲۰ سنٹی میٹر ہے اور موٹائی ۳ میٹر اور ۴۰ سنٹی میٹر ہے۔ اور ۴۰۰ سو ٹن اس کا وزن ہے۔"

بیت المقدس کے دوسرے اسلامی آثار اور مقامات کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جا رہا ہے بیت المقدس کا مشہور وقف جو "وقف ابو مدین الغوث" کے نام سے مشہور ہے سب سے پہلے اسرائیلی حکام نے اُسے منہدم کیا۔ اس وقف میں ۱۳۵ جائدادیں تھیں جن میں ۲ مسجدیں تھیں۔ اس میں ۶۵۰ افراد رہتے تھے جو المغرب (مراکش) سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ لوگ مدتوں سے حرم ابراہیمی کے جوار میں مقیم تھے۔ اس لیے یہ آبادی محلہ المغاربة کے نام سے موسوم تھی۔ اسرائیلی حکام نے دیوار گریہ کا ماحول کشادہ کرنے کے بہانے سے اس پورے محلے کو زمین بوس کر دیا۔ بیت المقدس کا ایک دوسرا بڑا محلہ بھی اسی تخریبی کارروائی کی نذر ہو چکا ہے۔ اس محلے کا رقبہ ۱۱۶ دونم ہے (ایک دونم ایک ہزار میٹر مربع کے برابر ہوتا ہے)۔ اس میں ۵۹۵ اسلامی جائدادیں تھیں جن میں ۱۰۴۸ رہائشی مکانات، ۴۳۷ مخزن، ۴ مدرسے، ۵ مسجدیں اور ۳ بازار تھے۔ اور اس کی آبادی ۶ ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ اسرائیلی حکام نے ۱۴ اپریل ۱۹۶۸ء کو اس پورے محلے کو ضبط کر لیا۔ اردنی حکومت نے اس کے خلاف فوراً سلامتی کونسل کو لکھا۔ سلامتی کونسل کی طرف سے ۲۱ مئی ۶۸ء اور ۳ جولائی ۱۹۶۹ء کو دو قراردادیں اس ظلم کے خلاف صادر ہوئیں۔ مگر اسرائیل نے سُنی اَن سُنی کر دی۔ چنانچہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء میں یہودی اخبار "ھا ارتس" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مذکورہ بالا محلے کے لوگوں پر برابر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ ان میں سے ۳ ہزار کے قریب لوگ نکل گئے ہیں محلے کے کچھ حصے کو منہدم کر دیا گیا ہے۔ اور کچھ حصے میں یہودی خاندان آباد کر دیئے گئے ہیں جن کی تعداد ۳۵۰ افراد تک ہے۔ اس محلے میں حکومت ۶۰۰ رہائشی کوارٹر تعمیر کر رہی ہے جن کے ساتھ دو اسکول ہوں گے اور ایک یہودی عبادت گاہ۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ کے معاریف اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اسرائیلی حکام نے اسلامک سنٹر کو گرانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ یہ سنٹر مسجد اقصیٰ سے ۲۰۰ میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ سنٹر دراصل "اقصیٰ گرلز اسکول"

تھا جو بیت المقدس کے محکمۂ اوقاف کے تابع تھا۔ ۵ جون ۱۹۶۷ء سے پہلے تک یہ باقاعدہ قائم تھا اور اس میں ۶ سو عرب بچیاں زیر تعلیم تھیں۔ اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضہ کرتے ہی اس مدرسہ کو بند کر دیا اور اسے یہودیوں کے "مذہبی مرکز" میں تبدیل کر دیا۔ اور اُسے "بیت الدین الاسرائیلی" کا نام دے دیا لیکن اب اس عمارت کو بھی گرایا جا رہا ہے۔

پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ سلطان تنکیز مرحوم کے قائم کردہ مدرسہ کو بھی گرا دیا گیا ہے۔ جس علاقہ میں یہ مدرسہ واقع ہے اُس میں ۱۱۷ اسلامی عمارتوں کو مسمار کیا گیا ہے۔ سلطان تنکیز کا مدرسہ جو شرعی عدالت کے نام سے مشہور ہے اس میں ایک اسلامی درسگاہ تھی اور آخری دنوں میں اس کے اندر مؤتمر اسلامی کا دفتر تھا۔ یہ بُراق شریف کی دیوار اور باب السلسلہ کے درمیان واقع ہے۔

حرم شریف کے مغربی صدر دروازے کی ڈیوڑھی اور اس سے متصل مزید ۱۶ عمارتیں مغربی کنارے کے اسرائیلی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کے حکم سے ضبط کر لی گئی ہیں۔ اسی طرح الخضراء کا علاقہ بھی زیر زمین کھدائیوں کی وجہ سے خطرے میں مبتلا ہو چکا ہے۔

بیت المقدس کا مشہور قبرستان جس میں ہزاروں نامور مسلمان مدفون ہیں۔ ان میں صحابہ اور مجاہدین بھی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد اور پھر صلاح الدین ایوبی کے عہد میں جہاد میں شریک ہوئے۔ ان میں حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت شدّاد بن اوس انصاری بھی ہیں۔ یہ پورا قبرستان اور اس سے متصل علاقہ وقف جائداد ہے اور اب اسے بھی اسرائیل کی طرف سے ضبط کیا جا رہا ہے۔ یہودی اخبار "ھاآرتس" کی ۲۶ فروری ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ قبرستان اور بیت المقدس کی فصیل سے ملحقہ علاقے میں تفریحی پارک بناتے جا رہے ہیں۔ خبر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کی وزارت قانون نے بھی یہ اجازت دے دی ہے۔ اس علاقہ میں دو قبرستان ہیں۔ ایک "قبرستان باب الرحمت" اور دوسرا "یوسفی قبرستان"۔

اخبار القدس کی ۲۰ اگست ۱۹۷۰ء میں یہ اعلان شائع ہوا ہے کہ اسرائیل کی تعمیر اور منصوبہ بندی کمیٹی نے قدیم بیت المقدس اور اس کے مضافات میں نئے تعمیری منصوبے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ

منصوبہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ بیت المقدس کے داخلی حصہ میں نئی تعمیرات کے لیے ہے اور دوسرا شہر کی فصیل کے باہر نئی بستیاں بسانے کے متعلق ہے۔ یہ منصوبہ اتفاق رائے سے منظور ہو گیا ہے۔ اور اس سے ۱۰ ہزار دونم اراضی اور ۵۰ ہزار باشندے متاثر ہوں گے۔ اس طرح گویا اسرائیل بیت المقدس کے اصل شہر کو توڑ پھوڑ کر اسے نئے سرے سے یہودی شہر بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

اعلان

تفہیم القرآن کے اجزاء، البقرہ، المائدہ، یوسف، النور، الاحزاب کے بعد
اسلامیات کے طالب علموں کی سہولت کی خاطر

تفسیر سورۃ الحجرات

بھی علیحدہ کتابی شکل میں شائع کر دی گئی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی بازار میں آگیا ہے
سائز ۲۳×۱۸/۸ ، صفحات ۵۶۔ آفسٹ سفید کاغذ۔
قیمت نیا ایڈیشن: ایک روپیہ پچاس پیسے
تفہیم القرآن کے ان اجزاء کے علاوہ

سورۃ لقمان

کو بھی الگ کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ضرورت مند حضرات سے گذارش ہے اپنے آرڈر سے مطلع فرمائیں۔ ضخامت ۶۴ صفحات ۲۳×۱۸/۸۔ آفسٹ سفید کاغذ
قیمت = ۲۰ پیسے ۱ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ ترجمان القرآن، لاہور